کشمیر کی سنگین صورتِ حال کا تقاضا

ایس احمد پیرزادہ ○

۱۵؍اپریل ۲۰۱۷ء کو مقبوضہ کشمیر کے ضلع پلوامہ کے ڈگری کالج میں ریاستی پولیس، بھارتی فوج اور سی آر پی ایف داخل ہوئی۔ کالج میں ہزاروں طلبہ و طالبات نے پولیس اور آرمی کی اس کارروائی پر سخت احتجاج کیا، جس پر قابض فورسز اہل کار آگ بگولا ہوگئے اور انھوں نے پیلٹ کے چھرّوں اور آنسو گیس شیلوں کی بارش کر کے کالج کو میدان جنگ میں تبدیل کر دیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے ۶۰ نہتے اور معصوم طلبہ و طالبات زخمی ہوگئے، جن میں چند طالبات کو نازک حالت میں ہسپتال میں داخل کرایا گیا۔ اس دوران بھارتی فوج کئی طالب علموں کو گرفتار کرنے میں کامیاب ہوگئی اور اُن کا سرِ راہ بڑی ہی بے رحمی سے ٹارچر کیا گیا۔

بھارتی فوج، اپنے اہل کاروں کے ہاتھوں اس وحشیانہ طرزِ عمل کی وڈیو بھی بناتی ہے اور ان وڈیوز کو بعد میں سوشل میڈیا پر ڈال دیا جاتا ہے۔ درحقیقت ان وڈیوز کے ذریعے سے بھارتی فوج دراصل نفسیاتی طور پر کشمیری نوجوانوں پر دباؤ ڈالنا چاہتی تھی، تاکہ وہ خوف زدہ ہو کر جدوجہد آزادی کی موجود لہر سے کنارہ کشی اختیار کرلیں، لیکن ان وڈیوز کا اُلٹا اثر ہوا۔ پوری وادی میں پہلے سے ہی سراپا احتجاج طلبہ اس ظلم و جبر اور درندگی کے خلاف سڑکوں پر نکل آئے۔ ہائی اسکولوں سے لے کر یونی ورسٹیوں تک، انجینیرنگ کالجوں، میڈیکل کالج، حتیٰ کہ زنانہ کالج کی طالبات تک پُرامن احتجاج کرنے کے لیے سڑکوں پر نکل آئیں۔ ریاستی حکومت جس کی ساجھے دار بھارتی جنتا پارٹی ہے، اس نے احتجاجی طلبہ سے نبٹنے کے لیے اپنا روایتی طریقہ ہی اختیار کیا، یعنی طاقت کے

○ سری نگر

ذریعے سے طلبہ و طالبات کو دبانے کا سلسلہ جاری رکھا گیا۔ اپنے سامنے تمام راستوں کو مسدود دیکھ کر نہتے کشمیری طلبہ و طالبات سڑکوں پر حرب وضرب سے لیس مسلح فوج اور پولیس کے ساتھ دو دو ہاتھ کر رہے ہیں۔ معصوم طالبات تک کو سنگ بازی کے لیے مجبور کیا جا رہا ہے اور چھے ہفتے گزر جانے پر بھی وادی بھر میں طلبہ و طالبات کی احتجاجی لہر جاری ہے۔ صبح جب بچے اور بچیاں اسکول یونیفارم میں گھر سے روانہ ہوتے ہیں، تو والدین دن بھر تذبذب میں رہتے ہیں کہ نہ جانے اُن کے نونہال صحیح سلامت شام کو لوٹ کر بھی آئیں گے یا نہیں۔ آئے روز ہسپتالوں میں زخمی طلبہ و طالبات کو داخل کرایا جاتا ہے۔

یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ گذشتہ سال برہان مظفروانی کی شہادت کے بعد عوامی احتجاج کے پیش نظر حکومت نے چار ماہ تک مسلسل کرفیو نافذ کیے رکھا۔ اس مدت میں طلبہ و طالبات کو اسکول جانے سے روکا گیا اور اُن کی تعلیم بری طرح متاثر ہوئی۔ بعد میں حکومت اور بھارتی میڈیا نے یہ پروپیگنڈا کیا کہ: 'حریت قیادت نے احتجاج اور ہڑتال کی کال دے کر طلبہ و طالبات کے مستقبل کو برباد کیا'۔ حالاں کہ اُس مدت میں حکومت کی جانب سے مسلسل کرفیو کے پیش نظر تعلیمی ادارے بند رہے۔

پہلے کی طرح اس سال بھی حکومت از خود آئے روز تعلیمی اداروں کو بند رکھ رہی ہے۔ جس دن تعلیمی ادارے کھلے ہوتے ہیں، اُس دن پولیس اور دیگر فورسز ایجنسیاں صبح ہی سے اسکولوں اور کالجوں کے گیٹ پر کھڑی ہو جاتی ہیں اور مختلف بہانوں کی آڑ میں ہدف شدہ طلبہ کو گرفتار کرنے لگ جاتی ہیں۔ جس کے نتیجے میں نوجوان نسل میں غصے کی لہر دوڑ جاتی ہے اور وہ سڑکوں پر نکل کر احتجاج کرتے ہیں۔ عام خیال یہ ہے کہ ایسا جان بوجھ کر کیا جا رہا ہے۔ یہ دراصل اُس پالیسی کا حصّہ ہے جس کے تحت کشمیر کی نسلِ نو کو تعلیم سے محروم رکھنے کا منصوبہ ہے۔ اس طرزِ عمل سے بھارتی ایجنسیاں مختلف اہداف حاصل کرنا چاہتی ہیں، جن میں سب سے اہم یہ ہے کہ کشمیری نسلیں جہالت کے اندھیرے میں ڈوب جائیں اور پھر وہ اپنی جائز اور مبنی برحق جدوجہد سے خودبخود دست بردار ہو جائیں گے۔

۹/اپریل کو وسطی کشمیر کے ضمنی انتخابات میں لوگوں کی عدم شرکت اور انتخاب کے دن

عوام کی جانب سے زبردست احتجاج نے ریاستی انتظامیہ اور دلی میں اُن کے آقاؤں کے اوسان خطا کر دیے۔ اس روز ایک ہی ضلع میں مختلف مقامات پر ۱۰ نوجوانوں کو گولیاں مار کر شہید کر دیا گیا، اور درجنوں دیگر افراد زخمی کر دیے گئے۔ نام نہاد انتخابات کے بعد ہر روز، نئی دہلی اور سری نگر میں سیکورٹی میٹنگیں منعقد کی جارہی ہیں۔ دہلی سے آئے روز فوجی ماہرین اور حکومتی کارندے کشمیر آتے رہتے ہیں۔ بھارتی آرمی چیف، بی جے پی کے جنرل سیکریٹری رام مادھو اور وزیر دفاع ارون جیٹلی نے بھی سری نگر کا دورہ کر کے یہاں کے حالات کا جائزہ لیا اور کشمیریوں کی موجودہ سیاسی جدوجہد پر قابو پانے کے لیے سر جوڑ کر صلاح مشورے کرتے رہے۔ حالات پر قابو پانے کے لیے ہر طرح کا نسخہ آزمایا جارہا ہے۔ دلی سے حکم نامے نازل ہوتے ہیں اور محبوبہ مفتی کٹھ پتلی بن کر دلی کے ہر حکم کو من وعن نافذ کرتی ہیں۔ گرفتاریوں کا سلسلہ دراز سے دراز تر ہوتا جارہا ہے۔

رات کے دوران چھاپوں میں پولیس اور فوج گھروں میں گھس کر نہ صرف نوجوانوں کو گرفتار کرتی ہے بلکہ سارا سامان تہس نہس کرنے کے علاوہ مکینوں کی شدید مار پیٹ کی جاتی ہے۔ یہاں ہر روز بستیوں اور دیہات میں قیامت صغریٰ برپا کی جاتی ہے۔ عوامی جذبے کو دبانے کے لیے گذشتہ سال کی تاریخ ساز مزاحمتی مہم کے دوران بھارتی فوج نے 'آپریشن توڑ پھوڑ' شروع کیا جو ہنوز جاری ہے۔ اس آپریشن کے دوران فوج، پولیس اور نیم فوجی دستے ہزاروں کی تعداد میں کسی بستی میں داخل ہوجاتے ہیں۔ اُن کے سامنے جو کچھ آتا ہے وہ وحشیوں اور درندوں کی طرح اُس پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ لوگوں کو تشدد کا نشانہ بنانا، گاڑیوں کے شیشے توڑنا، مکانات کے کھڑکی دروازوں کو توڑنا اور گھروں میں قیمتی ساز وسامان کو برباد کرنا، اس آپریشن کا حصّہ ہے۔ کشمیر میں موسمی حالات کے پیش نظر لوگ کھانے کی اشیا گھروں میں اسٹور کر کے رکھتے ہیں۔ بھارتی فورسز اُن کو بھی تہس نہس کر کے جمع کی گئی غذائی اجناس کو ضائع کر دیتی ہیں۔ جس بستی میں یہ آپریشن کیا جاتا ہے، اُس کی حالت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اُس بستی کو دوبارہ اپنی اصل حالت میں آنے کے لیے مہینوں لگ جاتے ہیں۔ یہ 'آپریشن توڑ پھوڑ' تاحال جاری ہے۔ عوامی بغاوت کو کچلنے کے لیے فوج کی جانب سے نفسیاتی جنگ لڑی جارہی ہے اور اس جنگ میں اخلاقیات اور انسانی حقوق کی تمام تر قدروں کو وحشیانہ انداز سے پاؤں تلے روندا جارہا ہے۔

۴مئی کو بھارتی فوج کے قریباً ۳۰ ہزار اہل کاروں نے ضلع شوپیاں کے ایک درجن سے زائد دیہات کا محاصرہ کر کے جنگجوؤں کے خلاف آپریشن کا اعلان کردیا۔ ۲۰ برسوں کے بعد اپنی نوعیت کا یہ پہلا کریک ڈاون ہے، جس میں حرب وضرب سے لیس فوج، پولیس اور سی آر پی ایف استعمال ہوئی ہے۔ اس آپریشن میں ڈرون اور فوجی ہیلی کاپٹر بھی استعمال کیے گئے ہیں۔ بھارتی میڈیا نے آپریشن کے دن صبح ہی سے اس فوجی کارروائی کے حوالے سے رپورٹیں نشر کرنا شروع کردیں، اور سنسنی خیز انداز میں آپریشن کو اس طرح پیش کیا گیا کہ جیسے بھارتی فوج کنٹرول لائن پر اپنے ہلاک شدہ فوجیوں کا بدلہ لینے کے لیے پاکستان کے خلاف میدانِ جنگ سجا چکی ہو۔ شام ہوتے ہوتے آپریشن کے اختتام تک کھودا پہاڑ نکلا چوہا والا معاملہ ہوگیا۔ ان درجن بھر دیہات کی جو کہانیاں میڈیا اور لوگوں کے ذریعے سے سامنے آئیں، وہ دل دہلانے والی تھیں۔ فورسز اہل کاروں نے مکانات، فرنیچر اور درجنوں گاڑیوں کی توڑ پھوڑ کر کے کروڑوں روپے مالیت کا نقصان کرنے کے علاوہ نہتے اور عام شہریوں کی شدید مار پیٹ کی۔ شام کو دو درجن کے قریب لوگوں کو ہسپتالوں میں داخل کرانا پڑا۔ اس ظلم و جبر کے خلاف جب عوام نے احتجاج کرنا چاہا تو اُن پر پیلٹ گن کے چھرے اور آنسو گیس کے گولے داغے گئے۔

پاکستان کے ساتھ جب بھارت کے معاملات بگڑ جاتے ہیں تو پاکستان کو سبق سکھانے اور بدلہ لینے کے لیے بھارت بھر میں آوازیں اُٹھنا شروع ہوجاتی ہیں۔ دیکھنے میں آیا ہے کہ پاکستان جب بھی سفارتی سطح پر کچھ مؤثر سرگرمی دکھائے تو کشمیر میں سول آبادی کے خلاف اعلانِ جنگ کردیا جاتا ہے۔ عملاً کشمیریوں کو پاکستانیوں کی نظر سے دیکھا جارہا ہے۔ جب بھی کشمیریوں کے خلاف کارروائی کی جاتی ہے، اُن کا قتل عام کیا جاتا ہے، اُنھیں زخمی کردیا جاتا ہے، ہماری خواتین کے ساتھ دست درازیاں کی جاتی ہیں تو بھارتی سماج کا 'اجتماعی ضمیر' مطمئن ہوجاتا ہے۔ وہ یہ محسوس کرتے ہیں کہ کشمیریوں کے خلاف کارروائی کا مطلب یہ ہے کہ اُن کی فوج نے پاکستان سے بدلہ لیا ہے۔ گرفتاریوں اور چھاپوں کے دوران بھارتی فورسز اہل کار اس بات کا اظہار بھی کرتے رہتے ہیں کہ وہ مقبوضہ کشمیر کے عوام کو خطرناک ترین سزائیں اس لیے دیتے ہیں کیوں کہ وہ ہندستانی نہیں بلکہ پاکستانی ہیں۔ اُن کا دل پاکستان کے لیے دھڑکتا ہے اور اُن کی وفاداریاں پاکستان کے لیے ہیں۔

بھارتی حکومت، مقبوضہ کشمیر میں اپنا کنٹرول کھو چکی ہے۔ اُن کی فوج جنگجوؤں کی آڑ میں عوام کے ساتھ برسرِ پیکار ہے۔ فورسز اہل کاروں کے حوصلے بھی روز بروز پست ہوتے چلے جارہے ہیں۔ ریاست میں تعینات رہنے والے ایک اعلیٰ بھارتی فوجی افسر جنرل ڈی ایس ہوڈا نے برملا کہا کہ: ''کشمیر میں فوج کو جتنا کچھ کرنا تھا، اُس نے وہ کیا۔ وہاں طاقت سے حالات پر قابو پانا مشکل ہے''۔ اُنھوں نے اپنی حکومت کو مشورہ دیا کہ وہ کشمیر میں فوجی طاقت کے بجائے سیاسی عمل شروع کریں اور بات چیت کا دروازہ کھولا جائے۔ این ڈی ٹی وی کی معروف صحافی برکھادت نے ۱۹ مئی کو ہندستان ٹائمز میں اپنے ایک مضمون میں مودی سرکار کو خبردار کیا ہے کہ: ''وہ کشمیریوں سے فوری طور پر بات چیت کا راستہ اختیار کرے''۔ اُنھوں نے اپنے مضمون میں لکھا کہ: ''کشمیر میں اس پیمانے پر کبھی حالات خراب نہیں تھے۔ پہلے ہماری فوج 'پاکستانی جنگجوؤں' کے ساتھ لڑرہی تھی لیکن آج وہ 'اپنے' لوگوں کے ساتھ نبرد آزما ہے''۔

المیہ یہ ہے کہ بھارت میں برسرِ اقتدار ٹولہ کشمیر کے معاملے میں اپنی سخت گیر پالیسی پر قائم ہے اور کسی بھی مرحلے پر اُس میں لچک دکھانے کے لیے تیار نہیں۔ پاکستان یا کشمیریوں کے ساتھ مذاکرات کے لیے وہ آمادہ نہیں۔ دوسری جانب کشمیر میں اَبتر صورتِ حال سے اندرون ملک مودی حکومت کافی دباؤ کا شکار ہے۔ خود مودی سرکار بھی اپنے تمام تر سخت گیریوں کے باوجود پریشان نظر آرہی ہے۔ وہ کسی بھی طرح سے کشمیریوں کی صفوں میں انتشار پیدا کرنا چاہتے ہیں، تاکہ کشمیریوں کی موجودہ احتجاجی تحریک کمزور پڑ جائے۔ اس کے لیے مختلف سطحوں پر کام ہو رہا ہے۔ بھارتی وزیر داخلہ راج ناتھ سنگھ نے حالیہ دنوں میں کئی مرتبہ کہا ہے کہ آنے والے ایک سال کے دوران وہ کشمیر میں بیانیہ ہی تبدیل کردیں گے۔ اُنھوں نے ہندستانیوں کو انتظار کرنے کے لیے کہا اور اُن کے اس بیان کی تائید کشمیر میں اُن کی کٹھ پتلی وزیراعلیٰ محبوبہ مفتی نے بھی کی ہے۔ کشمیر اُمور کے ماہرین کا کہنا ہے کہ حکومت ایجنسیوں کے ذریعے سے آزادی پسند حلقوں میں دراڑ پیدا کرنے کے لیے کوشاں ہے اور اس کے لیے وہ آئے روز کوئی نہ کوئی ایشو کھڑا کرنے کی کوشش کرتی رہتی ہے۔

کشمیر میں سیاسی اختلافات کو ہوا دی جارہی ہے۔ کشمیر سیاسی مسئلہ ہے یا مذہبی، اس طرح کے مباحث شروع کروائے جاتے ہیں۔ حالانکہ ہم میں سے ہر ایک کو یہ بات بخوبی معلوم ہے کہ

بحیثیت مسلمان ہماری جدوجہد رضاے الٰہی کے لیے ہوتی ہے۔ ہماری کوششیں اسلام کی سربلندی کے لیے ہوتی ہیں۔ ہم جب جان دیتے ہیں تو اس میں پیش نظر یہ ہوتا ہے کہ ہمیں اللہ کی بارگاہ میں شہادت کا درجہ نصیب ہوجائے۔ جاننے اور سمجھنے کے باوجود ہم غیر ضروری مباحث شروع کرنے کے درپے ہیں اور بھارتی میڈیا اس کو خوب ہوا دے رہا ہے۔ اس کے لیے بھارتی ایجنسیاں مقبوضہ کشمیر میں تمام حربے آزما رہی ہیں۔

دہلی میں قائم بھارتی ٹی وی چینلوں اور پرنٹ میڈیا کشمیر، کشمیریوں اور پاکستان کے خلاف ہمیشہ زہر اُگلتا رہتا ہے۔ کشمیریوں کی تحریک کو 'دہشت گردی' سے تعبیر کیا جاتا ہے اور یہاں کے لوگوں کا تشخص مسخ کرنے کے لیے پروپیگنڈے پر مبنی درجنوں پروگرام روز نشر کیے جاتے ہیں۔ بھارتی میڈیا کی اس مہم کے نتیجے میں کشمیر سے باہر بھارت کی مختلف ریاستوں میں کشمیریوں کی زندگیاں خطرہ میں پڑ چکی ہیں۔ آئے روز کسی نہ کسی ریاست میں کشمیری طلبہ پر حملے کیے جاتے ہیں۔ ابھی گذشتہ ماہ میں بھارتی پنجاب کی ایک یونی ورسٹی میں کشمیری طلبہ کے ساتھ شدید مار پیٹ کی گئی اور اُنھیں ہاسٹل سے نکال باہر کیا گیا۔ کشمیر سے باہر کشمیری جان ہتھیلی پر لے کر جاتا ہے۔ حدتو یہ ہے کہ گذشتہ ماہ بھارت کے معروف ہسپتال پی جی آئی چندی گڑھ میں ڈاکٹروں نے ایک کشمیری مریضہ کا علاج صرف اس بنیاد پر نہیں کیا کیونکہ وہ کشمیری تھیں اور بھارتی ڈاکٹر سمجھتے ہیں کہ: ''کشمیری، پاکستانی ہیں''۔ ایک جانب کشمیریوں کو بھارت سے باہر جانے کے لیے سفری دستاویزات فراہم نہیں کی جاتی ہیں۔ اُن کا کسی دوسرے ملک میں جانا اس قدر مشکل بنادیا گیا ہے کہ عام آدمی سوچ بھی نہیں سکتا ہے کہ وہ بھارت سے باہر علاج یا کسی اور ضرورت کے لیے جاپائے گا۔ دوسری طرف بھارت کے اندر کشمیری لوگوں کو نسلی تعصب کا شکار بنایا جارہا ہے۔ اُنھیں بنیادی طبی سہولیات فراہم نہیں کی جاتی ہیں۔ دوسرے الفاظ میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ بھارت کشمیر میں ہر طریقے سے نسل کشی کر رہا ہے۔ یہی نہیں بلکہ مسلم اکثریت کو اقلیت میں تبدیل کیا جارہا ہے۔

بھارتی میڈیا پروپیگنڈے کا مقابلہ کشمیری نوجوان نسل سوشل میڈیا کے ذریعے سے کر رہی تھی۔ کشمیر کے اصل حالات کو بیرونی دنیا تک پہنچانے کے لیے عام کشمیری سوشل میڈیا کا استعمال کرتے تھے۔ جب کشمیریوں کے اس جوابی وار سے بیرونی دنیا میں بھارت کی رُسوائی ہونے لگی تو

اس نے ۱۵ر اپریل سے کشمیر میں نہ صرف سوشل میڈیا پر پابندی عائد کردی، بلکہ اس کے لیے موبائل کمپنیوں کو ۲۲ سوشل میڈیا سائٹس کو بلاک کردینے کے احکامات بھی جاری کردیے گئے۔

کشمیریوں کی تمام تر اُمیدیں پاکستان سے وابستہ ہیں۔ یہاں کے لوگ اپنے ہر درد کی دوا پاکستان کو سمجھتے ہیں۔ بھارتی میڈیا وار کا مقابلہ پاکستانی میڈیا بخوبی کرسکتا ہے، لیکن ستم ظریفی یہ ہے کہ وہاں بھارتی فلموں پر ایک ایک گھنٹے کا پروگرام تو ضرور نشر ہوتا ہے، جب کہ کشمیر کے حوالے سے رپورٹیں نہ ہونے کے برابر ہوتی ہیں۔ کبھی کبھار اگر کوئی چینل کشمیر میں ہونے والی زیادتیوں کا ذکر کرتا بھی ہے تو وہ چند منٹ سے زیادہ نہیں ہوتا ہے اور اُس میں حقائق کی تہہ تک پہنچنے کے بجاے سطحی چیزوں پر اکتفا کیا گیا ہوتا ہے۔ یہ بدقسمتی ہے کہ پاکستان کے تمام ادارے اپنی ترجیحات میں کشمیر کو ثانوی حیثیت دے کر اپنے مقدمے کو کمزور بنانے کا کام خود انجام دیتے ہیں۔

وقت کا تقاضا ہے کہ کشمیر میں ہونے والی زیادتیوں پر پاکستان زیادہ سے زیادہ کام کرے۔ پاکستانی میڈیا دنیا کو باخبر کرنے کے لیے مثبت کردار ادا کرے۔ جس طرح سے کشمیر میں پاکستان کے تمام چینلوں کی نشریات روک دی گئی ہیں اُسی طرح پاکستان میں بھی بھارتی چینلوں کی نشریات کا بائیکاٹ کیا جانا چاہیے۔ مقبوضہ کشمیر کے عوام مملکت پاکستان سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ صحیح معنوں میں ہماری سیاسی، سفارتی اور اخلاقی مدد کریں۔ زبانی جمع خرچ سے نہ کشمیریوں کا کچھ بھلا ہوتا ہے اور نہ پاکستانی مفادات کی آبیاری ہی ہو پاتی ہے۔

ضروری اعلان

ماہنامہ عالمی ترجمان القرآن ہر ماہ کے پہلے ہفتے میں روانہ کر دیا جاتا ہے تاکہ پہلے عشرے تک موصول ہوسکے۔ لہٰذا ۱۰ تاریخ تک پرچہ نہ ملنے کی صورت میں اپنے مقامی ڈاک خانہ میں تحقیق و کارروائی کریں اور دو تین روز مزید انتظار کے بعد بھی دستیاب نہ ہو تو دفتر ترجمان کے فون نمبروں پر اپنا خریداری نمبر یا نام و پتا بتا کر رابطہ کریں۔ ان شاء اللہ آپ کی شکایت دُور ہوجائے گی اور دوبارہ پرچہ ارسال کردیا جائے گا۔ آپ اپنا زرسالانہ منی آرڈر بنام ماہنامہ عالمی ترجمان القرآن یا آن لائن بھی کرسکتے ہیں۔

رجسٹرڈ شمارے کی سہولت

جن احباب کو ماہنامہ عالمی ترجمان القرآن نہ ملنے کی شکایت ہے وہ زرسالانہ (400 روپے) کے علاوہ -/250 روپے اضافی (یعنی کل: 650 روپے) ادا کر کے رجسٹرڈ ڈاک کی سہولت سے استفادہ کرسکتے ہیں۔